23.5.16

نگاہِ اولین

نام نہاد ''تحفظِ حقوقِ نسواں بل''

مدیر التحریر

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات سے کائنات کو رونق بخشی تو ہر مخلوق کے لیے اس کی ضروریات، سہولیات اور تقاضوں کے مطابق وسائل مہیا فرمائے اور ہر ایک کے حدود کی تعیین فرمائی۔ ان مخلوقات میں سے بنی نوع انسان کو ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ○﴾ [التين ٤] فرما کر ''اشرف المخلوقات'' بننے کا شرف اور اعزاز عطا فرمایا۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○﴾ [الحجرات] میں اشرف المخلوقات کے معیار پر پورا اترنے کا واحد فارمولا بیان فرمایا کہ یہ صرف ''پرہیزگاری'' ہے۔

جب ''اشرف المخلوقات'' اپنی حیثیت سے ناآشنا ہو کر احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے، تو اسے ''پرہیزگار'' کے مقابلے میں ''فاسق'' زیادہ ''روشن خیال'' نظر آنے لگتا ہے۔ بیچارے کو ''مسلمانوں'' سے ''کافر'' زیادہ اچھے لگتے ہیں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کو **اخروی** تو شاید نہیں، **دنیاوی سعادت** ضرور سمجھنے لگتا ہے۔ جبھی تو اسے رب ذوالجلال کے نازل کردہ ''قانونِ زندگی'' سے کافروں کے بنائے ہوئے قوانین میں ''حقوقِ انسانی'' کا زیادہ تحفظ محسوس ہوتا ہے!!

''اسلامی'' جمہوریہ پاکستان کے عظیم ترین صوبے ''پنجاب'' کے اہل اسلام کے ووٹوں کی طاقت سے بھاری مینڈیٹ لے کر برسر اقتدار آنے والی مسلم لیگ حکومت اپنے پارٹی کے نام ''مسلم'' کو داغدار کر کے کافرانہ روشن خیالی کا خیر مقدم کرتے ہوئے ''تحفظِ حقوقِ نسواں'' کے نام سے مسلمانانِ پاکستان پر ایک ایسی قوم کے خود ساختہ قانون کو مسلط کرنا چاہتی ہے، جس کی اکثریت ''صنف نازک'' کو باقاعدہ قانونی اجازت سے ''ٹشو پیپر'' کی طرح استعمال کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ان ''روشن خیال'' لوگوں کی بہت بڑی تعداد کو باپ کا پتہ ہی نہیں ہے۔

اور جن کو پتہ ہوتا ہے، وہ بھی اپنے والدین کی حلال وحرام کمائی سے پل کر جوان ہوجاتے ہیں تو انہیں بوڑھے والدین کی سرپرستی راس نہیں آتی۔ اب ''مادر پدر آزاد'' روشن خیال اولاد ''مادر اور پدر'' کے وجود کو اپنی عیاشی میں رکاوٹ سمجھتے ہیں، تو انہیں حکومت کے قائم کردہ ''Old House'' میں چھوڑ آتے ہیں۔ پھر سال میں کرسمس اور ''فادرڈے، مدرڈے'' کے دنوں میں ایک ایک کیک پیش کر کے یا کارڈ بھیج کر ان سے اپنی نسلی تعلق کے اقرار کی تجدید کر لیتے ہیں!!

یہ لوگ ہم مسلمانوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارے ہاں حقوقِ نسواں اور حقوقِ انساں کے تحفظ کا کوئی قانون نہیں۔ اب بیچارے جاہل مسلمان ''احساسِ کمتری'' میں ڈوب مرتے ہیں۔ پھر ان کفار کا پسندیدہ نظام ''جمہوریت'' انہیں اس خودساختہ ''کمتری'' سے نکلنے کا راستہ بھی دکھاتی ہے۔

اسی احساسِ کمتری کے نتیجے میں 29 فروری 2016ء کو پنجاب اسمبلی سے تحفظ حقوقِ نسواں کی قرارداد منظور ہو جاتی ہے، جس کی ایک شق کے مطابق ''اگر کوئی خاتون شکایت کرے کہ اس کے خاوند نے اسے سزا دی ہے، تو فوراً پولیس، بیچارے آدمی کو اس کے گھر سے دو دن کے لیے بے گھر کر دے گی۔ پیاری بیوی کا ناپسندیدہ شوہر **''بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے''** کا نعرہ لگاتے ہوئے 48 گھنٹے کسی ہوٹل میں یا فٹ پاتھ پر زندگی کی تلخیاں برداشت کرتا رہے گا...... اس سے یقیناً گلی محلے میں اس گھریلو ناچاقی کو خوب شہرت ملے گی...... اس کے بعد بیچارے کو اپنا سا منہ بنا کر گھر میں داخلے کی اجازت ملے گی۔

انسانوں اور ان کی طبیعت ومزاج کے خالق ''اللہ تعالیٰ'' نے گھریلو تنازعات کے حل کا جو فارمولا عرش عظیم سے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے رسالت مآب ﷺ پر نازل فرمایا ہے، اس میں ''انسانی اور نسوانی حقوق'' کا تحفظ ہے، یا کفار سے درآمد کردہ اور فساق کے منظور کردہ قانون میں؟ ملاحظہ کیجیے:

{1}: نکاح کے لیے پرہیزگاری ودینداری کو دیگر خوبیوں پر ترجیح دینے کی تلقین:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**تُنكَحُ المرأةُ لأربعٍ: لمالِها ولحسبِها وجمالِها ولدينِها، فاظفرْ بذاتِ الدينِ تربتْ يداكَ**'' [البخاري ح: ٥٠٩٠، مسلم ح: ٥٣ (١٤٦٦)، ٥٤ (٧١٥)] ''عموماً خاتون سے شادی میں چار چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے: مال، حسب، حسن اور دین۔ پس اے مسلم! تجھے دیندار خاتون کو ترجیح دے کر اپنی زندگی کو کامیاب وکامران کرنا

چاہیے، (بصورت دیگر) تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔"

{2}: نکاح کی صحت کے لیے عورت کے "ولی" کی اجازت لازمی شرط ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾ [البقرة ٢٢١]، ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾ [البقرة ٢٣٢] اور اس کا سبب نزول حدیث معقل بن یسار رضی اللہ عنہ [البخاري ح:٥١٣٠]، ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ [النور ٣٢] "حدیث عائشہؓ: "نكاحُ الناسِ اليومَ: يَخطُبُ الرجلُ إلى الرجلِ وليَّتَه أو ابنتَه فيُصدقُها ثم يَنكِحُها" [البخاري ح:٥١٢٧] فرمانِ نبوی: "لا نكاحَ إلا بوليٍّ" [البخاري ترجمة الباب، أبوداؤد ح:٢٠٨٥، الترمذي ح:١١٠١ عن أبي موسىٰ رضی اللہ عنہ، ابن ماجه ح:١٨٨٠، ١٨٨١] "ولی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔"

{3}: نکاح کا اعلانیہ ہونا ضروری ہے، اس سلسلے میں دو گواہ بالکل لازمی ہیں۔

﴿وَلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ﴾ [النساء ٢٥] "خفیہ عاشقی کرنے والیاں نہ ہوں۔" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: "البغايا اللاتي يُنكِحْنَ اَنفُسَهنَّ بغيرِ بيّنةٍ" [الترمذي ح:١١٠٣ وصحح وقفه] "وہ عورتیں بدکردار ہیں جو بغیر گواہ کے اپنا نکاح خود کراتی ہیں۔" آگے امام ترمذیؒ کہتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ اہل علم کا عمل اسی کے مطابق ہے۔ سب نے بلا اختلاف کہا ہے کہ گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

{4}: نکاح بالکل سنجیدگی کے ساتھ اور دائمی تعلق کی نیت سے ہونا لازمی ہے:

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ﴾ [النساء ٢٤] "مستقل روکنے کی نیت سے نکاح کریں عارضی عیاشی کی خاطر نہیں۔" ﴿مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ﴾ [النساء ٢٥] "مستقل روکی جانے والیاں ہونی چاہئیں صرف عیاشی چاہنے والیاں نہیں، اور نہ خفیہ عشق بازی کرنے والیاں۔" ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت ہے: "إنّ اللهَ لا يُحبُّ الذَّوّاقينَ ولا الذَّوّاقاتِ" [المعجم الأوسط للطبراني ٧٨٤٨، مسند البزار ٣٠٦٤] "بیشک اللہ تعالیٰ زیادہ (مختلف افراد کو) خوب چکھنے والے مردوں اور عورتوں کو بالکل پسند نہیں کرتا۔"

فرمانِ نبوی ہے: "إنّما الأعمالُ بالنياتِ" [متفق عليه] "تمام اعمال کی شرعی حیثیت کا دارومدار

ان کی نیتوں پر ہے۔"

{5}: "جس طرح مرد مختلف خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہوتا ہے، اسی طرح عورت میں بھی کچھ خوبیوں کے ساتھ کچھ خامیاں بھی ہوسکتی ہیں۔" اس حقیقت کی روشنی میں **بیوی کی خوبیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی خامیوں کو برداشت یا نظرانداز کرنے کی تلقین:**

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۝﴾ [النساء ١٩] "اوران بیویوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی گزارو، اگر تمہیں وہ پسند نہ بھی ہوں تو امید رکھو کہ تم کسی چیز کو پسند نہ بھی کرتے ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ اسی میں تمہارے لیے بہت ساری بھلائیاں عطا فرمائے۔"

{6}: بیوی کو خاوند سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی تلقین:

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ [النساء ٣٤] "پس نیک خواتین اطاعت شعار ہوتی ہیں اور غائبانہ طور پر تحفظ دینے والی ہوتی ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا انتظام فرمایا ہے۔" عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الدنیا متاعٌ وَخیرُ مَتاعِ الدنیا المرأۃُ الصالحۃُ" [مسلم ح:٦٤(١٤٦٧)] "دنیا فائدہ اٹھانے کی جا ہے اور اس کا سب سے بہتر فائدہ نیک خاتون ہے۔" عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ألا أخبرُکَ بخیرِ ما یکنِزُ المرأ؟ المرأۃُ الصالحۃُ، إذا نظر إلیھا سَرَّتْہُ وإذا أمرھا أطاعتْہ وإذا غابَ عنھا حفظَتْہ" [أبوداؤد ح:١٦٦٤] "کیا میں تجھے آدمی کا جمع کردہ بہترین خزانہ بیان نہ کروں: یہ خزانہ نیک خاتون ہے، جب وہ اسے دیکھے تو اس کو خوش کردے، جب اسے حکم دے تو فرمان برداری کرے، اور جب وہ اس سے غائب ہو تو اس کی حفاظت کرے۔"

{7}: کنبے کی سرپرستی مرد کا فریضہ ہے:

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ [النساء ٣٢] "اور اس فضیلت کی تمنا مت کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کسی کو کسی پر عطا فرمائی ہے۔" ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ [النساء ٣٤] "مرد ہی خواتین

کے سرپرست ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور اس لیے بھی کہ وہی اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔''

{8}: آدمی اپنی بیوی کی اصلاح کے لیے خود کوشش کرے:

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ فَاِنۡ اَطَعۡنَکُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡهِنَّ سَبِیۡلًا ۝﴾ [النساء ٣٤] ''اور وہ خواتین جن سے ناچاقی کا تمہیں اندیشہ ہو جائے انہیں وعظ و نصیحت کرو۔ (اگر اس سے باز نہ آئے تو) انہیں اپنے بستروں سے الگ رکھو۔ (اگر اس سے بھی اصلاح نہ ہو جائے تو) انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف اور کوئی راہ اختیار نہ کرو۔'' جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں انسانی حقوق کا جامع اسلامی منشور پیش فرماتے ہوئے ''ان کو مارنے'' کے حکم قرآنی میں یہ اصول بیان فرمایا: ''فَاضۡرِبُوۡهُنَّ ضَرۡبًا غَیۡرَ مُبَرِّحٍ'' ''انہیں سخت نہ مارو'' یعنی جس سے چوٹ آئے یا خون بہے۔ [البخاري ترجمة الباب: باب ما يُكره مِن ضربِ النساءِ، صحيح مسلم ح:١٤٧ (١٢١٨)]

{9}: مسئلہ حل نہ ہونے کی صورت میں دو قریبی رشتہ داروں کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کا حکم:

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَآ اِنۡ یُّرِیۡدَاۤ اِصۡلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیۡنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیۡمًا خَبِیۡرًا ۝﴾ [النساء ٣٥] ''اور اگر تمہیں ان دونوں میں مخالفت کا خطرہ ہو جائے تو اس مرد کے خاندان سے ایک اور اس عورت کے خاندان سے ایک منصف بھیج دو، اگر وہ دونوں اصلاح کا ارادہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اتفاق پیدا فرمائے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ کامل علم والا اور خوب خبر رکھنے والا ہے۔''

کیا کوئی عقل مند انسان ان دونوں قوانین میں سے ربانی قانون کو حقوقِ مرد و زن کا محافظ اور اسمبلی کے پاس کردہ قانون کو عائلی معاملات میں بیرونی مداخلت اور مردانہ حقوق پر ڈاکہ تسلیم نہیں کرے گا؟! اللہ کے لیے!! ''قانون بنانے'' کی غلطی سے توبہ کر کے ''محمد رسول اللہ ﷺ'' پر نازل شدہ قانونِ الٰہی کو نافذ کریں۔ یقین رکھیے کہ اسی میں اخروی نجات کے علاوہ ہمارے تمام دنیاوی مسائل کا حل بھی موجود ہے۔